والدین کے ساتھ حسنِ سلوک

از: مفتی ابوالخیر عارف محمود
مسؤل دار التصنیف مدرسہ فاروقیہ گلگت

اللہ رب العزت نے انسانوں کومختلف رشتوں میں پرویا ہے، ان میں کسی کو باپ بنایا ہے تو کسی کو ماں کا درجہ دیا ہے اور کسی کو بیٹا بنایا ہے تو کسی کو بیٹی کی پاکیزہ نسبت عطا کی ہے؛ غرض رشتے بنا کر اللہ تعالی نے ان کے حقوق مقرر فرمادیے ہیں، ان حقوق میں سے ہر ایک کا ادا کرنا ضروری ہے، لیکن والدین کے حق کو اللہ رب العزت نے قرآنِ کریم میں اپنی بندگی اور اطاعت کے فوراً بعد ذکر فرمایا، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رشتوں میں سب سے بڑا حق والدین کا ہے۔

والدین سے حسن سلوک کا حکم

اللہ تعالی کا ارشادگرامی ہے: ﴿وَقَضَی رَبُّکَ أَلاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ إِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ إِحْسَاناً إِمَّا یَبْلُغَنَّ عِندَکَ الْکِبَرَ أَحَدُہُمَا أَوْ کِلاَہُمَا فَلاَ تَقُل لَّہُمَا أُفٍّ وَلاَ تَنْہَرْہُمَا وَقُل لَّہُمَا قَوْلاً کَرِیْما وَاخْفِضْ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْہُمَا کَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْراً رَّبُّکُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوسِکُمْ إِن تَکُونُواْ صَالِحِیْنَ فَإِنَّہُ کَانَ لِلأَوَّابِیْنَ غَفُوراً﴾.(۱)

ترجمہ: اور تیرے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سواہ کسی کی عبادت مت کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آو، اگر وہ یعنی ماں باپ تیری زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں ، چاہے ان میں ایک پہنچے یا دونوں (اور ان کی کوئی بات تجھے ناگوار گزرے تو) ان سے کبھی ''ہوں'' بھی مت کہنا اور نہ انھیں جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا ، اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا: اے ہمارے پروردگار! تو ان پر رحمت فرما، جیسا کہ انھوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے (صرف ظاہرداری نہیں، دل سے ان کا احترام کرنا) تمھارا رب تمھارے دل کی بات خوب جانتا ہے اور اگر تم سعادت مند ہو تو وہ توبہ کرنے والے کی خطائیں کثرت سے معاف کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ جلّ جلالہ نے سب سے پہلے اپنی بندگی واطاعت کا حکم ارشاد فرمایا ہے کہ میرے علاوہ کسی اور کی بندگی ہرگز مت کرنا، اس کے بعد فرمایا کہ اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ اولاد کو یہ سوچنا چاہیے کہ والدین نہ صرف میرے وجود کا سبب ہیں؛ بلکہ آج میں جو کچھ بھی ہوں، انھیں کی برکت سے ہوں، والدین ہی ہیں جو اولاد کی خاطر نہ صرف ہر طرح کی تکلیف دکھ اور مشقت کو برداشت کرتے ہیں؛ بلکہ بسا اوقات اپنا آرام وراحت اپنی خوشی وخواہش کو بھی اولاد کی خاطر قربان کردیتے ہیں۔

ماں کا مجاہدہ: سب سے زیادہ محنت ومشقت اور تکلیف ماں برداشت کرتی ہے، سورۃ احقاف میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا﴾ (۲) ترجمہ: اس ماں نے تکلیف جھیل کر اسے پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کرکے اسے جنا۔ حمل کے نو ماہ کی تکلیف اور اس سے بڑھ کر وضع حمل کی تکلیف، یہ سب ماں برداشت کرتی ہے۔

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اب اس کی پرورش کے لیے باپ محنت ومشقت برداشت کرتا ہے، سردی ہو یا گرمی، صحت ہو یا بیماری، وہ اپنی اولاد کی خاطر کسبِ معاش کی صعوبتوں کو برداشت کرتا ہے اور ان کے لیے کما کر لاتا ہے، ان کے اوپر خرچ کرتا ہے، ماں گھر کے اندر بچے کی پرورش کرتی ہے، اس کو دودھ پلاتی ہے، اس کو گرمی وسردی سے بچانے کی خاطر خود گرمی وسردی برداشت کرتی ہے، بچہ بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بے چین ہوجاتے ہیں، ان کی نیندیں حرام ہوجاتیں ہیں، اس کے علاج ومعالجہ کی خاطر ڈاکٹروں کے چکر لگاتے ہیں۔ غرض والدین اپنی راحت وآرام کو بچوں کی خاطر قربان کرتے ہیں؛ اس لیے اللہ تعالی نے جہاں اپنا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہیں والدین کی شکر گزاری کا بھی حکم ارشاد فرمایا ہے، سورۃ لقمان میں اللہ تعالی فرماتے ہیں: ﴿أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ، إِلَيَّ الْمَصِيرُ﴾ (۳) ترجمہ: کہ میرا شکریہ ادا کرو اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو، میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ میں نے خراسان سے اپنی والدہ کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور بیت اللہ لایا اور اسی طرح کندھے پر اٹھا کر حج کے مناسک ادا کروائے، کیا میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کردیا؟ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''نہیں ہرگز نہیں، یہ سب تو ماں کے اس ایک چکر کے برابر بھی نہیں جو اس نے

تجھے پیٹ میں رکھ کر لگایا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے: ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ یعنی ان کے ساتھ انتہائی تواضع وانکساری اور اکرام واحترام کے ساتھ پیش آئے، بے ادبی نہ کرے، تکبر نہ کرے، ہر حال میں ان کی اطاعت کرے، اِلّا یہ کہ وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم دیں تو پھر ان کی اطاعت جائز نہیں۔ سورۂ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْناً وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا﴾ (۴) ترجمہ: ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور ساتھ یہ بھی بتادیا ہے کہ اگر وہ تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرے شریک ٹھہرائے جس کے معبود ہونے کی کوئی دلیل تیرے پاس نہ ہو تو ان کا کہنا مت ماننا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان: حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کس طرح کیا جائے؟ تو انھوں نے فرمایا: تو ان پر اپنا مال خرچ کر، اور وہ تجھے جو حکم دیں اس کی تعمیل کر، ہاں اگر گناہ کا حکم دیں تو مت مان۔ (۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک میں سے یہ بھی ہے کہ تم ان کے سامنے اپنے کپڑے بھی مت جھاڑو، کہیں کپڑوں کا غبار اور دھول ان کو لگ نہ جائے۔

بڑھاپے میں حسنِ سلوک کا خصوصی حکم: اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے والدین کے بڑھاپے کو ذکر فرماکر ارشاد فرمایا کہ اگر ان میں کوئی ایک، یا دونوں تیری زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو ''اف'' بھی مت کہنا اور نہ ان سے جھڑک کر بات کرنا۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بیان القرآن میں ''اف'' کا ترجمہ ''ہوں'' سے کیا ہے کہ اگر ان کی کوئی بات ناگوار گزرے تو ان کو جواب میں ''ہوں'' بھی مت کہنا۔ اللہ رب العزت نے بڑھاپے کی حالت کو خاص طور سے اس لیے ذکر فرمایا کہ والدین کی جوانی میں تو اولاد کو نہ ''ہوں'' کہنے کی ہمت ہوتی اور نہ ہی جھڑکنے کی، جوانی میں بدتمیزی اور گستاخی کا اندیشہ کم ہوتا ہے؛ البتہ بڑھاپے میں والدین جب ضعیف ہوجاتے ہیں اور اولاد کے محتاج ہوتے ہیں تو اس وقت اس کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے۔ پھر بڑھاپے میں عام طور سے ضعف کی وجہ سے مزاج میں چڑچڑا پن اور جھنجھلاہٹ پیدا ہوتی ہے، بعض دفعہ معمولی باتوں پر بھی والدین اولاد پر غصہ کرتے ہیں، تو اب یہ اولاد کے امتحان کا وقت ہے کہ وہ اس کو

برداشت کر کے حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرتے ہیں، یا ناک بھوں چڑھا کر بات کا جواب دیتے ہیں، اس موقع کے لیے اللہ تعالی نے یہ حکم دیا ہے کہ جواب دینا اور جھڑک کر بات کرنا تو دور کی بات ہے، ان کو ’’اف‘‘ بھی مت کہنا اور ان کی بات پر معمولی سی ناگواری کا اظہار بھی مت کرنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر والدین کی بے ادبی میں ’’اف‘‘ سے کم درجہ ہوتا تو بھی اللہ جلّ شانہٗ اسے بھی حرام فرمادیتے۔(۶)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول: حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر والدین بوڑھے ہو جائیں اور تمھیں ان کا پیشاب دھونا پڑ جائے تو بھی ’’اف‘‘ مت کہنا کہ وہ بچپن میں تمہارا پیشاب پاخانہ دھوتے تھے۔(۷)

والدین کا ادب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے ساتھ ایک بوڑھا آدمی بھی تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ بوڑھا کون ہے؟ اس شخص نے جواب میں کہا کہ یہ میرا باپ ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: لا تَمشِ أمامَهٗ، وَلَاتَقعُدْ قَبلَهٗ، وَلَاتَدْعُهُ بِاسمِهٖ، وَلَاتَسْتَبَّ لَهٗ. (۸) یعنی ان کے آگے مت چلنا، مجلس میں ان سے پہلے مت بیٹھنا، ان کا نام لے کر مت پکارنا، ان کو گالی مت دینا۔

بڑھاپے میں جب والدین کی کوئی بات ناگوار گزرے تو ان سے کیسے گفتگو کی جائے، اس کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيماً﴾(۹) یعنی: ان سے خوب ادب سے بات کرنا، اچھی بات کرنا، لب ولہجہ میں نرمی اور الفاظ میں توقیر وتکریم کا خیال رکھنا۔ قول کریم کے بارے میں حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے فرمایا: خطار کار اور زرخرید غلام سخت مزاج اور ترش روی آقا سے جس طرح بات کرتا ہے، اس طرح بات کرنا قول کریم ہے(۱۰)۔

آگے فرمایا: ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ یعنی ان کے سامنے شفقت کے ساتھ انکساری سے جھکتے رہنا۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ نے قران میں والدین کے سامنے جھکے رہنے کا حکم دیا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ اگر وہ کوئی بات تیری ناگواری کی کہیں تو ترچھی نگاہ سے بھی ان کو مت دیکھ کہ آدمی کی ناگواری اول اس کی آنکھ سے پہچانی جاتی ہے۔(۱۱) اور فرمایا کہ ان کے سامنے ایسی روش اختیار کر کہ تیری وجہ سے ان کی دلی رغبت پوری کرنے میں فرق نہ آئے اور جس چیز کو والدین پسند کریں تو وہ ان کی خدمت میں

پیش کرنے میں کنجوسی مت کرنا۔ (برالوالدین، ص: ۴۰)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ والدین کی خدمت و اطاعت کا حکم کسی زمانے و عمر کے ساتھ مقید نہیں، بہرحال ہر عمر میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا واجب ہے؛ کیونکہ والدین کی خدمت اور ان کی رضا مندی میں اللہ تعالی کی رضا مندی ہے اور ان کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔ (۱۲)

اللہ تعالی کی رضا و ناراضگی: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رضا اللّٰه مع رضا الوالدین و سخطُ اللّٰہِ مع سخطِ الوالدین. (۱۳) یعنی اللہ کی رضامندی والدین کی رضا مندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔

جنت یا جہنم کے دروازے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ أَصْبَحَ مُطِيعًا فِي وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا، وَمَنْ أمسىٰ عَاصِيًا لله فى وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَهُ بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ النَّارِ، وَإِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا، قال الرجلُ: وإنْ ظَلَمَاهُ؟ قال: وإنْ ظَلَمَاهُ، وإن ظَلَمَاهُ، وإن ظلماه. (۱۴)

یعنی جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنے والدین کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں اللہ کا فرمانبردار رہا تو اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو جنت کا ایک دروازہ کھلا رہتا ہے۔ اور جس نے اپنے والدین کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ کی نافرمانی کی، اس کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق حسنِ سلوک نہ کیا تو اس کے لیے جہنم کے دو دروازے کھلے رہتے ہیں اور اگر والدین میں ایک زندہ ہو اور اس کے ساتھ بدسلوکی کرے تو جہنم کا ایک دروازہ کھلا رہتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی! اگرچہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا: اگرچہ والدین نے ظلم کیا ہو۔

حضرت رفاعہ بن ایاس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ رونے لگے، کسی نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ تو انھوں نے فرمایا: كَانَ لِي بَابَانِ مَفْتُوحَانِ إلى الجنَّةِ وَأُغْلِقَ أحدُهما یعنی میرے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے تھے، اب ایک (والدہ کی وفات پر) بند ہو گیا ہے؛ اس لیے رو رہا ہوں۔ کس قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے

والدین زندہ ہیں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کرتے ہیں اور ان کے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

والدین کے لیے دعا کا اہتمام کرنا: اللہ تعالی نے جہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے وہیں پر ان کے لیے دعا کرنے کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی ہے؛ چناں چہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيَانِىۡ صَغِيۡرًا﴾ (۱۵) **یعنی:** اے میرے پروردگار! تو میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے بچپن میں (رحمت وشفقت کے ساتھ) میری پرورش کی ہے۔ ہر نماز کے بعد والدین کے لیے دعا کرنے کا معمول بنالیں، دو بہت آسان دعائیں جن کی تعلیم خود اللہ جلَّ شانہُ نے قرآن کریم میں دی ہے، ایک ماقبل والی اور دوسری یہ: ﴿رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِىۡ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡحِسَابُ﴾ (۱۶) **یعنی** اے میرے پروردگار! روز حساب تو میری، میرے والدین کی اور تمام ایمان والوں کی بخشش فرما۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: مَنۡ صَلّٰى الصَّلَوَاتِ الۡخَمۡسَ فَقَدۡ شَكَرَ اللّٰهَ، وَمَنۡ دَعَا لِلۡوَالِدَيۡنِ فِيۡ أَدۡبَارِ الصَّلَوَاتِ الۡخَمۡسِ فَقَد شَكَرَ الۡوَالِدَيۡنِ. (۱۷) **یعنی** جس نے پانچ وقت کی نماز کی ادائیگی کا اہتمام کیا تو گویا اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور جس نے پانچ نمازوں کے بعد والدین کے لیے دعائے خیر کی تو گویا اس نے والدین کا شکر ادا کیا۔ اولاد کی دعا سے والدین کے درجات بلند ہوتے ہیں، حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام اللہ کی ملاقات کے لیے گئے تو وہاں عرش کے سائے تلے ایک شخص کو دیکھا اور اس کی حالت اتنی اچھی تھی کہ خود موسی علیہ السلام کو اس آدمی پر رشک آیا تو موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا کہ اے اللہ! تیرا یہ بندہ کون ہے؟ اللہ تعالی نے فرمایا: كَانَ لَا يَحۡسُدُ النَّاسَ عَلٰى مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ، وَكَانَ لَا يَعُقُّ وَالِدَيۡهِ، وَلَا يَمۡشِيۡ بِالنَّمِيۡمَةِ. (۱۸) **یعنی** یہ شخص تین کام کرتا تھا (۱) جو چیزیں میں نے اپنے فضل وکرم سے لوگوں کو نعمتیں عطا کی ہیں ان پر حسد نہیں کرتا تھا (۲) والدین کی نافرمانی نہیں کرتا تھا (۳) چغل خوری نہیں کرتا تھا۔

رزق میں اضافہ: والدین کے ساتھ حسن سلوک رزق وعمر میں اضافہ کا سبب ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **یعنی** جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کی عمر دراز کردے اور رزق میں اضافہ فرمائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ

بھلائی کا معاملہ کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے(۱۹)۔ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بَرُّوا آبَاءَ کُم تَبَرَّ کُم أَبنَاؤُکُم.(۲۰) یعنی تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو تمہاری اولاد تمھارے ساتھ حسن سلوک کرے گی۔

موت کے بعد والدین سے حسن سلوک کا طریقہ: والدین یا ان میں کوئی ایک فوت ہوجائیں اور زندگی میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک میں کوتاہی ہوئی ہو تو اس کے تدارک کا طریقہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا۔حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم حضور اقدس صلی اللہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ ماں باپ کی وفات کے بعد بھی کوئی چیز ایسی ہے جس کے ذریعے ان سے حسن سلوک کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَم، اَلصَّلاۃُ عَلَیہِمَا، وَالِاستِغفَارُ لَهُمَا، وَإِنفَاذُ عَهدِهِمَا مِن بَعدِهِمَا، وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِی لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا، وَإِکرَامُ صَدِیقِهِمَا.(۲۱) ہاں! ان کے لیے رحمت کی دعا کرنا، ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنا، ان کے بعد ان کی وصیت کو نافذ کرنا اور اس صلہ رحمی کو نبھانا جو صرف ماں باپ کے تعلق کی وجہ سے ہو، ان کے دوستوں کا اکرام کرنا۔حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان سے ملنے کے لیے آئے اور پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمھارے پاس کیوں آیا ہوں؟ انھوں نے کہا کہ نہیں، تو فرمایا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے: مَن أَحَبَّ أَن یَصِلَ أَبَاهُ فِی قَبرِہٖ فَلیَصِلْ إِخوَانَ أَبِیهِ بَعدَهٗ.(۲۲) یعنی جو یہ چاہتا ہے کہ اپنے باپ کے ساتھ قبر میں صلہ رحمی کرے تو اس کو چاہیے کہ ان کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، میرے والد عمر رضی اللہ عنہ اور تمھارے والد کے درمیان دوستی تھی میں نے چاہا کہ میں اسے نبھاوں (اس لیے تم سے ملنے آیا ہوں)۔

آخر میں گزارش کہ جن کے والدین دونوں یا ان میں سے کوئی ایک باحیات ہوں تو ان کو اللہ کی بہت بڑی نعمت سمجھ کر ان کی فرمانبرداری کرے، ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، جتنا ہوسکے ان کی خدمت کرے اور ان کے حقوق کو ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرے اور جن کے والدین دونوں یا ان میں سے کوئی ایک اس دنیا سے رخصت ہوگئے ہوں تو ان کے ساتھ اب حسن سلوک یہ ہے کہ ان کی وصیت کو نافذ کرے، ان کے ذمہ کوئی قرضہ ہو تو اسے ادا کرے، شرعی حصص کے مطابق میراث کو تقسیم کرے، خود دینی تعلیم حاصل کرے اور اس پر عمل کرے، ان کے لیے دعا کرے، اللہ سے ان کے لیے رحمت و مغفرت طلب کرے، ان کی طرف سے صدقہ کرے، ان کی

طرف سے نفلی حج وعمرہ کرے، کہیں کنواں کھدوائے یا لوگوں کے پینے کے پانی کا انتظام کرے، دینی کتابیں خرید کر وقف کرے، مسجد بنوائے، مدرسہ بنوائے یا دینی علم حاصل کرنے والے مہمانانِ رسول کی ضروریات کو پورا کرنے میں تعاون کرے، والدین کے قریبی رشتہ داروں اور تعلق والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے، نفلی اعمال کر کے ان کے لیے ایصالِ ثواب کرے، اپنے علاقہ، ملک اور دنیا بھر میں مظلوم مسلمانوں کی حالتِ زار کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے مال کے ساتھ ان کی خبرگیری کرے، اللہ تعالیٰ تمام اہلِ ایمان کو اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی توفیق سے نوازے، آمین ثم آمین۔

❁ ❁ ❁

حوالہ جات

(۱) الاسراء:۲۳-۲۵

(۲) الاحقاف:۱۵

(۳) لقمان:۱۴

(۴) العنکبوت:۸

(۵) الدالمنثور:۲۲۴/۵

(۶) الدالمنثور:۲۲۴/۵

(۷) حوالۂ سابق

(۸) معجم الأوسط، للطبراني: ٢٦٧/٤، رقم الحديث: ٤١٦٩

(۹) الاسراء:۲۳

(۱۰) الدر المنثور: ۲۲۵/۵

(۱۱) الدر المنثور:۲۲۵/۵

(۱۲) معارف القرآن:۴۶۶/۵

(۱۳) شعب الإيمان: ١٧٧/٦، رقم الحديث:۷۸۲۹،۷۸۳۰

(۱۴) شعب الإيمان: ٢٠٦/٦، رقم الحديث:۷۹۱۶

(۱۵) الاسراء:۲۴

(۱۶) الإبراہیم:۴۱

(۱۷) تفسير الخازن المسمى: لباب التأويل في معانى التنزيل، سورة لقمان: ۲۱۶/۵

(۱۸) مكارم الأخلاق لابن أبى الدنيا: ٨٦/١، رقم الحديث: ۲۵۷

(۱۹) شعب الإيمان: ١٨٥/٦، رقم الحديث: ۷۸۵۵

(۲۰) المعجم الأوسط: ٢٩٩/١، رقم الحديث: ۱۰۰۲

(۲۱) سنن أبي داود: ٥٠٠، رقم الحديث: ۵۱۴۴

(۲۲) صحیح ابن حبان:۱۷۵/۲، رقم الحدیث:۴۳۲